

الإسلام شاص جهان پورے

مولانا عبد القادر قصوریؒ !

ایک نادر الوجود انسان اور سلفیت کا پیر لمع مرقع

اس جماعت کے بزرگوں میں کچھ پہلے آئے انہوں نے زمین ہوا کل۔ کچھ ان کے بعد آئے انہوں نے اس میں علم و عرفان کی تحریکی کی اور کچھ آخر میں آئے انہوں نے اس مزروع دین کی آبیاری اور اس کی حفاظت کا فریضہ انجام دیا لیکن تقدم و تاخیر کے باوجود اختلاف اپنے اسلام کرام سے علم و تقویت، اخلاص عمل اور ایثار جان و مال میں کم تر نہ تھے۔ ان کے اخلاص و عمل اور علم و عرفان کا پہاڑ بھی اتنا ہی بلند و ارجمند تھا جتنا کہ اسلام کے حصے میں آیا تھا۔ وہ تمام اسلام سے اختلاف تھا۔ درحقیقت ایک ہی سلسلہ الہ بہب کی مختلف کڑیاں تھے۔ وہ تمام ابر نیساں کے وہ قطرے تھے جو اسلام کے صفتِ تعلیم و تربیت میں جگہ پاک رحمتی بن گئے تھے۔ ان کے لیے اول و آخر اور تقدم و تاخیر کی بحث لا حاصل ہے۔

مولانا عبد القادر علامے حق کے اسی مقدس گروہ سے تعلق رکتے تھے۔ وہ اس سلسلہ النبی کی ایک کڑی تھے جس نے دوسرے سرے پر جگہ پائی تھی۔ وہ ابر نیساں کا ایک قطرہ تھے، جس کی قسمت میں موقع بنا لکھا تھا۔ آپ انہیں آخر اسلام کہئے کہ ان کا تعلق دور آخرتے تھا لیکن وہ ایسے آخر اسلام تھے جو اسلام کے لیے باہث انتہار ہوتے ہیں۔ وہ سلطے کی آخری کڑی تھے لیکن ان کی تعلیم و تربیت دینی اور اصلاح و تبلیغ اسلامی سے سلطے کی جو دوسری کڑیاں ڈھلی ہیں۔ ان کے لیے ان کا وجود بسط و مل کا باعث ہے۔ اگر کڑیاں نہ ہوتیں تو زنجیر بھل نہ ہوتی۔ وہ بارش کا آخری قطرہ تھے لیکن مسلمانوں کے شغل تعلیم و

تریست کی شادابی اور بائیدگی کا انحصار اسی پر تھا۔

ان کے خاندان کے باسے میں ہم کوئی علم نہیں۔ یہ خاندان کون سا تھا۔ کہاں سے آیا، اب کیا؟ لیکن خاندان کے افراد کی شاخ و شاخائی سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ پندتی اللہ پر گزر تھا کہیں باہر ہی سے کسی زمانے میں آیا تھا۔ لاہور کی تحصیل قصور نے اس خاندان کے تیام و سکونت سے شرف پایا۔ قصور میں یہ خاندان اپنی حضرت وجاہت کے لیے مشہور تھا۔

بیوس صدھی کی دوسری دھانی میں مولانا عبدال قادر صاحب مطلع یاست پر نوجوان ہوا، اور اس شان کے ساتھ کہ دنیا ان کی فراست و تدبیر اور شخصیت کی زنگیں ہوں اور سیرت کی درباریوں کے نظارے میں محوج ہو گئی۔ ان کی ذات نہ صرف لوگوں کی نظر و توجہ کا مرکز تھی بلکہ حقیقت و ارادت کا مرچ جبکی تھی۔ وہ تقریباً بار بیع صدھی تک اسلامی نہد کی سیاسی و دینی رہنمائی کے منصب پر نماز رہے۔ تحریک جماد کے سلسلہ کی وہ نہایت اہم شخصیت تھے۔ مجاهدین کی اعداد میں وہ پنجاب میں مرکزیت کا حامل تھے اور برادر میں تحریک بھرت کے نظم و سبیت کے لیے وہ مولانا آزاد کی جانب سے ماذون و ماضر تھے۔ وہ بلا تفرقی مذہب و ملت پنجاب کے ہر طبقہ خیال میں عزت و احترام کی نظر سے دیکھے جاتے تھے۔ پنجاب خلافت کیمی کے وہ صدر تھے۔ پنجاب پر انشل کانٹریس کیمی کے بھی وہ مدست ہمک صدر رہے تھے اور جب تک وہ اپنی صحت کی بنابر کنارہ کش نہیں ہوئے۔ آل انڈیا کانٹریس کی درکنک کیمی کے ممبر بھی رہے۔ ۱۹۴۷ء میں کراچی کانٹریس کے موقع پر وہ اس ذمہ داری سے سبک دوش ہو گئے اور اپنی جگہ ڈاکٹر محمد عالم کو ممبر بنوادیا تھا۔ پھر جب صحت زیادہ خراب ہونے لگی تو یاست سے بھی کنارہ کشی اختیار کری تھی۔ مرکزی خلافت کیمی کی مجلس خالطہ کے بھی وہ میر رہتے۔ ہر کتبہ تحریک اور ہر طبقہ خیال کے لوگوں کو ان پر اعتماد تھا اور یقینی رکھتے تھے کہ ان کی شخصیت ذات سے اغراض سے بلذہ ہے اور وہ کوئی قدم نہ کس اور قوم کے خلاف کے خلاف نہیں اٹھا سکتے۔ بقول شورش کاشمیری:

”وہ ایثار نفس اور ایثار ذات کا ایک قابل عزت نو زن تھے“ ۔

لے ہفت روزہ چان لابہر، ۱۹۵۳ء، نامی ایک تراشہ ہے جس کی تاریخ جلد بندی میں کوٹ گئی ہے۔

ان کی نواسست معرفت اور دیانت پر کروہیں شک و شبہ سے بند رہی۔ مولانا نصر اللہ خاں عزیز آنے ان کے بارے میں لکھا ہے کہ ان کا گھر ان اس سلسلہ جادو کی ایک کڑی تھا جس کا تعلق چونہ کے مجاہدین سے تھا۔ مجاہدین بندوستان میں آتے جاتے ان کے بیان قیام کرتے تھے اور ان کی مالی اعانت مولانا ہسی کے توسط سے مرکزی مجاہدین میں پہنچتی تھی۔ مولانا عزیزان کے فہم و تدبیر، ان کی دیانت اور ان کے سیاسی سعام کے اختراقات، مولانا آزاد کے تعلق اور ان پر اعتماد کے بارے میں لکھتے ہیں:-

”پنجاب خلافت کیٹی کے وہ صدر تھے اور مرکزی مجلس خلافت میں ان کو بلند مقام حاصل تھا۔ ان کی محاکمه فرمی، تدبیر اور علم و دانش ہر طبقے میں مسلم تھی۔ خود مولانا ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ جا پنچے دنیت کے عجقری سیاستدان تھے، ان سے بے حد تاثر تھے اور ہر معاملہ میں ان سے مشورہ کرتے تھے۔ تحریک کے نہاد کے زمانے میں بھی ان کا تعلق تحریک مجاہدین سے تھا۔ اس کا علم مجھے ایک روز پنجاب خلافت کیٹی کے اجلاس میں ہوا۔ خلافت کیٹی کے سوابات پیش ہو رہے تھے۔ ان میں کئی ٹہار کی ایک رقم رجسٹریں درج تھیں مگر اس کی رسید موجود نہیں تھی۔ بعض ارکان نے اس پر احراض کیا اور اس کا معرفت معلوم کرنے پر اصرار کیا۔ اس پر سکریٹری نے مولانا کی طرف رجوع کیا اور انہوں نے بتایا کہ یہ رقم مجاہدین کو دی گئی تھے اور سب لوگ مطمئن ہو گئے۔“

مولانا غلام رسول نے ان کے انتقال پر ایک نہایت شاندار مقالہ لکھا تھا اور اس زمانے میں ان سے سیاسی اختلاف نکباو جو دن کے ایثار اور ان کی دیانت کے بارے میں لکھتے ہیں ”وہ قومی خدمت کے میدان میں آئے تھے آئندہ کے تحفہ سے ماری و سائل کے نقطہ نظر سے یہ ہر طرح فارغ البال تھے۔ جب تک ان کی صحبت لوگوں کے لیے صاعد رہی وہ لپنے نہ سمع و سائل کر سیلے تو اتفاق قوم وطن کی خدمت میں بھارت

رہتے۔ انہوں نے قومی کاموں کے سلسلے میں ہزاروں میل کے سفر کیے لیکن جس حد تک
ہمیں معلوم ہے کبھی کسی قومی سفارت پر ایک جگہ کا بوجوہ بھی نہ ڈالا۔ بلکہ وہ جیب خلافت کے
دفتر میں بیچوں کر کر کوئی ذاتی خط لکھتے تھے تو اس کے لیے کافی ملکت اور لفڑی تھیں
اپنی جیب سے منگاتے تھے۔ ۱

اس موقع پر ایک اور شذر سے میں ان کے اخلاص، ایثار، تدبیر اور مسلمانوں کی فلاح و پیغمبر
کے لیے ان کی کیجیے چینیوں کا ان الفاظ میں تذکرہ کیا ہے:

”مولانا عبد القادر قصیری مرحوم نے سالہا سال تک کانگریس کی خدمت کی اور
پنجاب پر اونشن لائنزگریس کیٹی کے صدر بھی رہتے۔ بلا خوف تروید کیا جاسکتا ہے کہ
پنجاب میں کانگریس کو ان سے زیادہ غلظ، صاحب ایثار اور بے غرض رہنمای
مکن نہیں ملا..... مرحوم دخیل کی خلائق اخباروں کے شذروں یا اقتا جیوں کی
محتاج نہ تھی۔ وہ جس مسلمان کو اچھا سمجھتے تھے، بے باکا زاس پر کار بند ہے۔
ان کے محاسن کا کوئی حق شناس انکار نہیں کر سکتا۔ وہ حد درج ایثار پیشہ،
غور، بہادر اور ہدایت ہے۔ یمن کروں ہزاروں کا رکن قومی سراجیوں سے پہنچ مصارف
وصول کرتے ہے اور یہ کوئی گناہ نہیں تھا لیکن مولانا مرحوم نے اپنی ساری زندگی میں
ایک جیب بھی نہیں۔ قومی کاموں کے سلسلہ میں سارے معاشرت خود پر داشت کرتے
رہے۔ انہوں نے اسلام اور مسلمانوں کی بست سی خدمات انجام دیں۔ اگرچہ نہ دیپٹ
کے وقت ان کا مسلمان ہمارے نزدیک سچھ نہیں رہا تھا۔ تاہم یہ شبہ بھی نہیں ہو
سکت تھا کہ انہیں کوئی ذاتی ارز و ادھر نے لگائی۔ یہ محض اختلاف راستے تھا جو یہاں
پہنچی پر مبنی تھا۔ اس کے باوجود کوئی حق شناس آدمی اس حقیقت سے انکار نہیں
کر سکتا کہ مولانا کے مرحوم موجودہ دور میں بے لاک اور بے دوست سہنسانی کا ایک نادر
نوز تھے اور مسلمانوں کی فلاح و پیغمبر اور مسلمانوں کی فلاح و پیغمبر اور مسلمانوں

میں ان کی سرگرمی عمل کا مصور دو محور ہیں۔ حالانکہ بعض سابقوں میں ہمیں بھی ان سے اختلاف رائے کی ضرورت پیش آئی ہے لہ

ذنگی کے آخری آٹھویں برس انہوں نے ذکر و عبادت اور کتابوں کی صحبت میں بس رکھے۔ ملک کے سیاسی معاملات میں ان کا انداز فکر وہی تھا جو جماعت اہل حدیث کے درسے اکابر کا تھا۔ ان کے تذکرہ نگاروں نے ان کی دینی، دینی، ایثار، خدمت اور سیاسی و دینی رہنمائی میں ان کے اخلاص اور ان کی بصیرت و فراست کا اعتراف کیا ہے۔ لیکن مولانا نصراللہ خاں عزیز کی بات محل تظریب ہے کہ:

”ان کی دل چسپی جماعتِ اسلامی کی تحریک اور خدمت دین سے ہو گئی تھی۔ رسالہ ترجمان القرآن شروع سے ان کے مطالعے میں تھا اور وہ ذرفن تحریک سے متاثر رکھتے بلکہ اسے وقت کی سب سے اہم تحریک سمجھتے تھے یا

کسی کی رواداری کا یہ مطلب نکالنا درست نہیں۔ اس بات میں اس سے زیادہ حقیقت نہیں کہ اس خط میں ہے جو مولانا سید ابوالاٹلی مودودی کی مدنی میں جماعتِ اسلامی کے ایک درسے اہل علم تو قریب جانی (سرگرد حما) نے مولانا ابوالislام کزادہ سر جوہم کی جانب سے وضع فرمایا اور جماعتِ اسلامی کے مہنی الدین صاحب نے اپنی کتاب ”اسلام بیسویں صدی“ میں پیش کیا ہے ہے۔

مولانا مرحوم نے اپنے مطالعے میں جس کا تذکرہ پہلی سفر میں آچکا ہے۔ ان کے علم و فضل، اوصاف و کمالات سیرت، خدمت دینی، دینی کا نہایت کمال سے اعتضاد دینی دلخیل خدمت کے میدان میں ان کے انتقال سے پہلا ہر نے والے خلاصہ تذکرہ اور ان کی ذات پر نہایت پر سوز الفاظ میں مائیں یا اسے۔ لکھتے ہیں:

لہ روز نامہ انقلاب لاہور ۲۰ نومبر ۱۹۶۳ء

تذکرہ نگاروں سے مراد مولانا سید سیفیان ندوی، مولانا فاطمہ رسول، مولانا عبدالجیلانی ساکنہ دہلی نصراللہ خاں عزیز، پروفیسر محمد سرور اور شورش کاشمی ہیں۔ لکھنے والے عاشقین مدرسہ پر طلب خطبے

”ہر انسان کی موت پر اس کے عزیزی اور دینی طبقاً علیٰ قدر العلاقہ گیر یہ دام تم کرتے ہیں لیکن انسان روزانہ پیدا نہیں ہوتے جن کا تم دنیا کے دام رہا بہت عزیزداری سے بدر جہانیا وہ وسیع ہر یا جن کی خالی کردہ جگہ کے پر ہونے کی امید قرروں تک پوری ہوتی نظر آئے۔ حضرت عبد القادر ایسے ہی نادر الوجود انسان تھے۔ وہ اپنے علم و فضل، اخلاق و طبیعت اور روشن عمل کے اقتدار سے سلفیت کا ایک باریع مرقع تھے لیکن اس کے ساتھ ساتھ ذور حاضر کا کوئی ضروری اور مفید صفت ایسا نہ تھا جس سے وہ بوجہ احسن متصف نہ ہوں۔ پھر ان کی ساری زندگی بہتر بن توئی، ملی اور دینی خدمات میں گزری۔ تقریباً ایشارا اور بجہانی سبیل اللہ میں انہیں رفع مرتبہ حاصل تھا۔ وہ ایک قرآن تک پہنچوں تسان کی سیاسی، وطنی، ملی تحریکات میں ایک عالی مرتبہ اور باشرکن کی حیثیت میں کار خوار ہے اور اس صورت میں تو برسن علی قومی زندگی کا سب سے بڑا مرکز ہی تھے۔ انہوں نے شہرت کی کبھی آرزو نہ کی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے انہیں پہنچوں تسان کی شہرت عطا کی۔ وہ دولت کے کبھی خواہاں نہ ہوئے لیکن دولت بھی انہیں لیتی۔ وہ افراد میسر ہی..... ان کی موت ایک ایسے فرد کی موت ہے جو علم و فضل کے گذراں گور محسن کی وجہ سے ایک جماعت کے باب پر مجاہد ان کی زندگی کے بہترین محاذات خدمتِ خلق، خدمتِ دین اور خدمتِ وطن میں گزرے اور کمی خدمت ؟ وہ خدمت نہیں جس کا طبول و عرض ہا سے جدیں بالعموم خدا نصروں یا جلوں یا پھر لوں کے ہاروں یا چند لغتوں تقریباً تک محمد و دہڑہ ہے بلکہ حقیقی، مٹھوس، پائیدار اور مستعمل اور نسبت بخیز خدمت۔ وہ خدمت جسے ایک عمل پر درا در عمل کوشش دلی خدمت قرار دے : ” (روزنامہ الطالب لاہور ۱۹۶۲ نومبر ص ۴۲)“

۱۹۴۷ء
۱۹۴۸ء
۱۹۴۹ء
۱۹۵۰ء
۱۹۵۱ء
۱۹۵۲ء
۱۹۵۳ء
۱۹۵۴ء
۱۹۵۵ء
۱۹۵۶ء
۱۹۵۷ء
۱۹۵۸ء
۱۹۵۹ء
۱۹۶۰ء
۱۹۶۱ء
۱۹۶۲ء
۱۹۶۳ء
۱۹۶۴ء
۱۹۶۵ء
۱۹۶۶ء
۱۹۶۷ء
۱۹۶۸ء
۱۹۶۹ء
۱۹۷۰ء
۱۹۷۱ء
۱۹۷۲ء
۱۹۷۳ء
۱۹۷۴ء
۱۹۷۵ء
۱۹۷۶ء
۱۹۷۷ء
۱۹۷۸ء
۱۹۷۹ء
۱۹۸۰ء
۱۹۸۱ء
۱۹۸۲ء
۱۹۸۳ء
۱۹۸۴ء
۱۹۸۵ء
۱۹۸۶ء
۱۹۸۷ء
۱۹۸۸ء
۱۹۸۹ء
۱۹۹۰ء
۱۹۹۱ء
۱۹۹۲ء
۱۹۹۳ء
۱۹۹۴ء
۱۹۹۵ء
۱۹۹۶ء
۱۹۹۷ء
۱۹۹۸ء
۱۹۹۹ء
۲۰۰۰ء
۲۰۰۱ء
۲۰۰۲ء
۲۰۰۳ء
۲۰۰۴ء
۲۰۰۵ء
۲۰۰۶ء
۲۰۰۷ء
۲۰۰۸ء
۲۰۰۹ء
۲۰۱۰ء
۲۰۱۱ء
۲۰۱۲ء
۲۰۱۳ء
۲۰۱۴ء
۲۰۱۵ء
۲۰۱۶ء
۲۰۱۷ء
۲۰۱۸ء
۲۰۱۹ء
۲۰۲۰ء
۲۰۲۱ء
۲۰۲۲ء
۲۰۲۳ء
۲۰۲۴ء
۲۰۲۵ء
۲۰۲۶ء
۲۰۲۷ء
۲۰۲۸ء
۲۰۲۹ء
۲۰۳۰ء
۲۰۳۱ء
۲۰۳۲ء
۲۰۳۳ء
۲۰۳۴ء
۲۰۳۵ء
۲۰۳۶ء
۲۰۳۷ء
۲۰۳۸ء
۲۰۳۹ء
۲۰۴۰ء
۲۰۴۱ء
۲۰۴۲ء
۲۰۴۳ء
۲۰۴۴ء
۲۰۴۵ء
۲۰۴۶ء
۲۰۴۷ء
۲۰۴۸ء
۲۰۴۹ء
۲۰۵۰ء
۲۰۵۱ء
۲۰۵۲ء
۲۰۵۳ء
۲۰۵۴ء
۲۰۵۵ء
۲۰۵۶ء
۲۰۵۷ء
۲۰۵۸ء
۲۰۵۹ء
۲۰۶۰ء
۲۰۶۱ء
۲۰۶۲ء
۲۰۶۳ء
۲۰۶۴ء
۲۰۶۵ء
۲۰۶۶ء
۲۰۶۷ء
۲۰۶۸ء
۲۰۶۹ء
۲۰۷۰ء
۲۰۷۱ء
۲۰۷۲ء
۲۰۷۳ء
۲۰۷۴ء
۲۰۷۵ء
۲۰۷۶ء
۲۰۷۷ء
۲۰۷۸ء
۲۰۷۹ء
۲۰۸۰ء
۲۰۸۱ء
۲۰۸۲ء
۲۰۸۳ء
۲۰۸۴ء
۲۰۸۵ء
۲۰۸۶ء
۲۰۸۷ء
۲۰۸۸ء
۲۰۸۹ء
۲۰۹۰ء
۲۰۹۱ء
۲۰۹۲ء
۲۰۹۳ء
۲۰۹۴ء
۲۰۹۵ء
۲۰۹۶ء
۲۰۹۷ء
۲۰۹۸ء
۲۰۹۹ء
۲۱۰۰ء
۲۱۰۱ء
۲۱۰۲ء
۲۱۰۳ء
۲۱۰۴ء
۲۱۰۵ء
۲۱۰۶ء
۲۱۰۷ء
۲۱۰۸ء
۲۱۰۹ء
۲۱۱۰ء
۲۱۱۱ء
۲۱۱۲ء
۲۱۱۳ء
۲۱۱۴ء
۲۱۱۵ء
۲۱۱۶ء
۲۱۱۷ء
۲۱۱۸ء
۲۱۱۹ء
۲۱۲۰ء
۲۱۲۱ء
۲۱۲۲ء
۲۱۲۳ء
۲۱۲۴ء
۲۱۲۵ء
۲۱۲۶ء
۲۱۲۷ء
۲۱۲۸ء
۲۱۲۹ء
۲۱۳۰ء
۲۱۳۱ء
۲۱۳۲ء
۲۱۳۳ء
۲۱۳۴ء
۲۱۳۵ء
۲۱۳۶ء
۲۱۳۷ء
۲۱۳۸ء
۲۱۳۹ء
۲۱۴۰ء
۲۱۴۱ء
۲۱۴۲ء
۲۱۴۳ء
۲۱۴۴ء
۲۱۴۵ء
۲۱۴۶ء
۲۱۴۷ء
۲۱۴۸ء
۲۱۴۹ء
۲۱۵۰ء
۲۱۵۱ء
۲۱۵۲ء
۲۱۵۳ء
۲۱۵۴ء
۲۱۵۵ء
۲۱۵۶ء
۲۱۵۷ء
۲۱۵۸ء
۲۱۵۹ء
۲۱۶۰ء
۲۱۶۱ء
۲۱۶۲ء
۲۱۶۳ء
۲۱۶۴ء
۲۱۶۵ء
۲۱۶۶ء
۲۱۶۷ء
۲۱۶۸ء
۲۱۶۹ء
۲۱۷۰ء
۲۱۷۱ء
۲۱۷۲ء
۲۱۷۳ء
۲۱۷۴ء
۲۱۷۵ء
۲۱۷۶ء
۲۱۷۷ء
۲۱۷۸ء
۲۱۷۹ء
۲۱۸۰ء
۲۱۸۱ء
۲۱۸۲ء
۲۱۸۳ء
۲۱۸۴ء
۲۱۸۵ء
۲۱۸۶ء
۲۱۸۷ء
۲۱۸۸ء
۲۱۸۹ء
۲۱۹۰ء
۲۱۹۱ء
۲۱۹۲ء
۲۱۹۳ء
۲۱۹۴ء
۲۱۹۵ء
۲۱۹۶ء
۲۱۹۷ء
۲۱۹۸ء
۲۱۹۹ء
۲۲۰۰ء
۲۲۰۱ء
۲۲۰۲ء
۲۲۰۳ء
۲۲۰۴ء
۲۲۰۵ء
۲۲۰۶ء
۲۲۰۷ء
۲۲۰۸ء
۲۲۰۹ء
۲۲۱۰ء
۲۲۱۱ء
۲۲۱۲ء
۲۲۱۳ء
۲۲۱۴ء
۲۲۱۵ء
۲۲۱۶ء
۲۲۱۷ء
۲۲۱۸ء
۲۲۱۹ء
۲۲۲۰ء
۲۲۲۱ء
۲۲۲۲ء
۲۲۲۳ء
۲۲۲۴ء
۲۲۲۵ء
۲۲۲۶ء
۲۲۲۷ء
۲۲۲۸ء
۲۲۲۹ء
۲۲۳۰ء
۲۲۳۱ء
۲۲۳۲ء
۲۲۳۳ء
۲۲۳۴ء
۲۲۳۵ء
۲۲۳۶ء
۲۲۳۷ء
۲۲۳۸ء
۲۲۳۹ء
۲۲۴۰ء
۲۲۴۱ء
۲۲۴۲ء
۲۲۴۳ء
۲۲۴۴ء
۲۲۴۵ء
۲۲۴۶ء
۲۲۴۷ء
۲۲۴۸ء
۲۲۴۹ء
۲۲۵۰ء
۲۲۵۱ء
۲۲۵۲ء
۲۲۵۳ء
۲۲۵۴ء
۲۲۵۵ء
۲۲۵۶ء
۲۲۵۷ء
۲۲۵۸ء
۲۲۵۹ء
۲۲۶۰ء
۲۲۶۱ء
۲۲۶۲ء
۲۲۶۳ء
۲۲۶۴ء
۲۲۶۵ء
۲۲۶۶ء
۲۲۶۷ء
۲۲۶۸ء
۲۲۶۹ء
۲۲۷۰ء
۲۲۷۱ء
۲۲۷۲ء
۲۲۷۳ء
۲۲۷۴ء
۲۲۷۵ء
۲۲۷۶ء
۲۲۷۷ء
۲۲۷۸ء
۲۲۷۹ء
۲۲۸۰ء
۲۲۸۱ء
۲۲۸۲ء
۲۲۸۳ء
۲۲۸۴ء
۲۲۸۵ء
۲۲۸۶ء
۲۲۸۷ء
۲۲۸۸ء
۲۲۸۹ء
۲۲۹۰ء
۲۲۹۱ء
۲۲۹۲ء
۲۲۹۳ء
۲۲۹۴ء
۲۲۹۵ء
۲۲۹۶ء
۲۲۹۷ء
۲۲۹۸ء
۲۲۹۹ء
۲۳۰۰ء
۲۳۰۱ء
۲۳۰۲ء
۲۳۰۳ء
۲۳۰۴ء
۲۳۰۵ء
۲۳۰۶ء
۲۳۰۷ء
۲۳۰۸ء
۲۳۰۹ء
۲۳۱۰ء
۲۳۱۱ء
۲۳۱۲ء
۲۳۱۳ء
۲۳۱۴ء
۲۳۱۵ء
۲۳۱۶ء
۲۳۱۷ء
۲۳۱۸ء
۲۳۱۹ء
۲۳۲۰ء
۲۳۲۱ء
۲۳۲۲ء
۲۳۲۳ء
۲۳۲۴ء
۲۳۲۵ء
۲۳۲۶ء
۲۳۲۷ء
۲۳۲۸ء
۲۳۲۹ء
۲۳۳۰ء
۲۳۳۱ء
۲۳۳۲ء
۲۳۳۳ء
۲۳۳۴ء
۲۳۳۵ء
۲۳۳۶ء
۲۳۳۷ء
۲۳۳۸ء
۲۳۳۹ء
۲۳۴۰ء
۲۳۴۱ء
۲۳۴۲ء
۲۳۴۳ء
۲۳۴۴ء
۲۳۴۵ء
۲۳۴۶ء
۲۳۴۷ء
۲۳۴۸ء
۲۳۴۹ء
۲۳۵۰ء
۲۳۵۱ء
۲۳۵۲ء
۲۳۵۳ء
۲۳۵۴ء
۲۳۵۵ء
۲۳۵۶ء
۲۳۵۷ء
۲۳۵۸ء
۲۳۵۹ء
۲۳۶۰ء
۲۳۶۱ء
۲۳۶۲ء
۲۳۶۳ء
۲۳۶۴ء
۲۳۶۵ء
۲۳۶۶ء
۲۳۶۷ء
۲۳۶۸ء
۲۳۶۹ء
۲۳۷۰ء
۲۳۷۱ء
۲۳۷۲ء
۲۳۷۳ء
۲۳۷۴ء
۲۳۷۵ء
۲۳۷۶ء
۲۳۷۷ء
۲۳۷۸ء
۲۳۷۹ء
۲۳۸۰ء
۲۳۸۱ء
۲۳۸۲ء
۲۳۸۳ء
۲۳۸۴ء
۲۳۸۵ء
۲۳۸۶ء
۲۳۸۷ء
۲۳۸۸ء
۲۳۸۹ء
۲۳۹۰ء
۲۳۹۱ء
۲۳۹۲ء
۲۳۹۳ء
۲۳۹۴ء
۲۳۹۵ء
۲۳۹۶ء
۲۳۹۷ء
۲۳۹۸ء
۲۳۹۹ء
۲۴۰۰ء
۲۴۰۱ء
۲۴۰۲ء
۲۴۰۳ء
۲۴۰۴ء
۲۴۰۵ء
۲۴۰۶ء
۲۴۰۷ء
۲۴۰۸ء
۲۴۰۹ء
۲۴۱۰ء
۲۴۱۱ء
۲۴۱۲ء
۲۴۱۳ء
۲۴۱۴ء
۲۴۱۵ء
۲۴۱۶ء
۲۴۱۷ء
۲۴۱۸ء
۲۴۱۹ء
۲۴۲۰ء
۲۴۲۱ء
۲۴۲۲ء
۲۴۲۳ء
۲۴۲۴ء
۲۴۲۵ء
۲۴۲۶ء
۲۴۲۷ء
۲۴۲۸ء
۲۴۲۹ء
۲۴۳۰ء
۲۴۳۱ء
۲۴۳۲ء
۲۴۳۳ء
۲۴۳۴ء
۲۴۳۵ء
۲۴۳۶ء
۲۴۳۷ء
۲۴۳۸ء
۲۴۳۹ء
۲۴۴۰ء
۲۴۴۱ء
۲۴۴۲ء
۲۴۴۳ء
۲۴۴۴ء
۲۴۴۵ء
۲۴۴۶ء
۲۴۴۷ء
۲۴۴۸ء
۲۴۴۹ء
۲۴۵۰ء
۲۴۵۱ء
۲۴۵۲ء
۲۴۵۳ء
۲۴۵۴ء
۲۴۵۵ء
۲۴۵۶ء
۲۴۵۷ء
۲۴۵۸ء
۲۴۵۹ء
۲۴۶۰ء
۲۴۶۱ء
۲۴۶۲ء
۲۴۶۳ء
۲۴۶۴ء
۲۴۶۵ء
۲۴۶۶ء
۲۴۶۷ء
۲۴۶۸ء
۲۴۶۹ء
۲۴۷۰ء
۲۴۷۱ء
۲۴۷۲ء
۲۴۷۳ء
۲۴۷۴ء
۲۴۷۵ء
۲۴۷۶ء
۲۴۷۷ء
۲۴۷۸ء
۲۴۷۹ء
۲۴۸۰ء
۲۴۸۱ء
۲۴۸۲ء
۲۴۸۳ء
۲۴۸۴ء
۲۴۸۵ء
۲۴۸۶ء
۲۴۸۷ء
۲۴۸۸ء
۲۴۸۹ء
۲۴۹۰ء
۲۴۹۱ء
۲۴۹۲ء
۲۴۹۳ء
۲۴۹۴ء
۲۴۹۵ء
۲۴۹۶ء
۲۴۹۷ء
۲۴۹۸ء
۲۴۹۹ء
۲۵۰۰ء
۲۵۰۱ء
۲۵۰۲ء
۲۵۰۳ء
۲۵۰۴ء
۲۵۰۵ء
۲۵۰۶ء
۲۵۰۷ء
۲۵۰۸ء
۲۵۰۹ء
۲۵۱۰ء
۲۵۱۱ء
۲۵۱۲ء
۲۵۱۳ء
۲۵۱۴ء
۲۵۱۵ء
۲۵۱۶ء
۲۵۱۷ء
۲۵۱۸ء
۲۵۱۹ء
۲۵۲۰ء
۲۵۲۱ء
۲۵۲۲ء
۲۵۲۳ء
۲۵۲۴ء
۲۵۲۵ء
۲۵۲۶ء
۲۵۲۷ء
۲۵۲۸ء
۲۵۲۹ء
۲۵۳۰ء
۲۵۳۱ء
۲۵۳۲ء
۲۵۳۳ء
۲۵۳۴ء
۲۵۳۵ء
۲۵۳۶ء
۲۵۳۷ء
۲۵۳۸ء
۲۵۳۹ء
۲۵۴۰ء
۲۵۴۱ء
۲۵۴۲ء
۲۵۴۳ء
۲۵۴۴ء
۲۵۴۵ء
۲۵۴۶ء
۲۵۴۷ء
۲۵۴۸ء
۲۵۴۹ء
۲۵۵۰ء
۲۵۵۱ء
۲۵۵۲ء
۲۵۵۳ء
۲۵۵۴ء
۲۵۵۵ء
۲۵۵۶ء
۲۵۵۷ء
۲۵۵۸ء
۲۵۵۹ء
۲۵۶۰ء
۲۵۶۱ء
۲۵۶۲ء
۲۵۶۳ء
۲۵۶۴ء
۲۵۶۵ء
۲۵۶۶ء
۲۵۶۷ء
۲۵۶۸ء
۲۵۶۹ء
۲۵۷۰ء
۲۵۷۱ء
۲۵۷۲ء
۲۵۷۳ء
۲۵۷۴ء
۲۵۷۵ء
۲۵۷۶ء
۲۵۷۷ء
۲۵۷۸ء
۲۵۷۹ء
۲۵۸۰ء
۲۵۸۱ء
۲۵۸۲ء
۲۵۸۳ء
۲۵۸۴ء
۲۵۸۵ء
۲۵۸۶ء
۲۵۸۷ء
۲۵۸۸ء
۲۵۸۹ء
۲۵۹۰ء
۲۵۹۱ء
۲۵۹۲ء
۲۵۹۳ء
۲۵۹۴ء
۲۵۹۵ء
۲۵۹۶ء
۲۵۹۷ء
۲۵۹۸ء
۲۵۹۹ء
۲۶۰۰ء
۲۶۰۱ء
۲۶۰۲ء
۲۶۰۳ء
۲۶۰۴ء
۲۶۰۵ء
۲۶۰۶ء
۲۶۰۷ء
۲۶۰۸ء
۲۶۰۹ء
۲۶۱۰ء
۲۶۱۱ء
۲۶۱۲ء
۲۶۱۳ء
۲۶۱۴ء
۲۶۱۵ء
۲۶۱۶ء
۲۶۱۷ء
۲۶۱۸ء
۲۶۱۹ء
۲۶۲۰ء
۲۶۲۱ء
۲۶۲۲ء
۲۶۲۳ء
۲۶۲۴ء
۲۶۲۵ء
۲۶۲۶ء
۲۶۲۷ء
۲۶۲۸ء
۲۶۲۹ء
۲۶۳۰ء
۲۶۳۱ء
۲۶۳۲ء
۲۶۳۳ء
۲۶۳۴ء
۲۶۳۵ء
۲۶۳۶ء
۲۶۳۷ء
۲۶۳۸ء
۲۶۳۹ء
۲۶۴۰ء
۲۶۴۱ء
۲۶۴۲ء
۲۶۴۳ء
۲۶۴۴ء
۲۶۴۵ء
۲۶۴۶ء
۲۶۴۷ء
۲۶۴۸ء
۲۶۴۹ء
۲۶۵۰ء
۲۶۵۱ء
۲۶۵۲ء
۲۶۵۳ء
۲۶۵۴ء
۲۶۵۵ء
۲۶۵۶ء
۲۶۵۷ء
۲۶۵۸ء
۲۶۵۹ء
۲۶۶۰ء
۲۶۶۱ء
۲۶۶۲ء
۲۶۶۳ء
۲۶۶۴ء
۲۶۶۵ء
۲۶۶۶ء
۲۶۶۷ء
۲۶۶۸ء
۲۶۶۹ء
۲۶۷۰ء
۲۶۷۱ء
۲۶۷۲ء
۲۶۷۳ء
۲۶۷۴ء
۲۶۷۵ء
۲۶۷۶ء
۲۶۷۷ء
۲۶۷۸ء
۲۶۷۹ء
۲۶۸۰ء
۲۶۸۱ء
۲۶۸۲ء
۲۶۸۳ء
۲۶۸۴ء
۲۶۸۵ء
۲۶۸۶ء
۲۶۸۷ء
۲۶۸۸ء
۲۶۸۹ء
۲۶۹۰ء
۲۶۹۱ء
۲۶۹۲ء
۲۶۹۳ء
۲۶۹۴ء
۲۶۹۵ء
۲۶۹۶ء
۲۶۹۷ء
۲۶۹۸ء
۲۶۹۹ء
۲۷۰۰ء
۲۷۰۱ء
۲۷۰۲ء
۲۷۰۳ء
۲۷۰۴ء
۲۷۰۵ء
۲۷۰۶ء
۲۷۰۷ء
۲۷۰۸ء
۲۷۰۹ء
۲۷۱۰ء
۲۷۱۱ء
۲۷۱۲ء
۲۷۱۳ء
۲۷۱۴ء
۲۷۱۵ء
۲۷۱۶ء
۲۷۱۷ء
۲۷۱۸ء
۲۷۱۹ء
۲۷۲۰ء
۲۷۲۱ء
۲۷۲۲ء
۲۷۲۳ء
۲۷۲۴ء
۲۷۲۵ء
۲۷۲۶ء
۲۷۲۷ء
۲۷۲۸ء
۲۷۲۹ء
۲۷۳۰ء
۲۷۳۱ء
۲۷۳۲ء
۲۷۳۳ء
۲۷۳۴ء
۲۷۳۵ء
۲۷۳۶ء
۲۷۳۷ء
۲۷۳۸ء
۲۷۳۹ء
۲۷۴۰ء
۲۷۴۱ء
۲۷۴۲ء
۲۷۴۳ء
۲۷۴۴ء
۲۷۴۵ء
۲۷۴۶ء
۲۷۴۷ء
۲۷۴۸ء
۲۷۴۹ء
۲۷۵۰ء
۲۷۵۱ء
۲۷۵۲ء
۲۷۵۳ء
۲۷۵۴ء
۲۷۵۵ء
۲۷۵۶ء
۲۷۵۷ء
۲۷۵۸ء
۲۷۵۹ء
۲۷۶۰ء
۲۷۶۱ء
۲۷۶۲ء
۲۷۶۳ء
۲۷۶۴ء
۲۷۶۵ء
۲۷۶۶ء
۲۷۶۷ء
۲۷۶۸ء
۲۷۶۹ء
۲۷۷۰ء
۲۷۷۱ء
۲۷۷۲ء
۲۷۷۳ء
۲۷۷۴ء
۲۷۷۵ء
۲۷۷۶ء
۲۷۷۷ء
۲۷۷۸ء
۲۷۷۹ء
۲۷۸۰ء
۲۷۸۱ء
۲۷۸۲ء
۲۷۸۳ء
۲۷۸۴ء
۲۷۸۵ء
۲۷۸۶ء
۲۷۸۷ء
۲۷۸۸ء
۲۷۸۹ء
۲۷۹۰ء
۲۷۹۱ء
۲۷۹۲ء
۲۷۹۳ء
۲۷۹۴ء
۲۷۹۵ء
۲۷۹۶ء
۲۷۹۷ء
۲۷۹۸ء
۲۷۹۹ء
۲۸۰۰ء
۲۸۰۱ء
۲۸۰۲ء
۲۸۰۳ء
۲۸۰۴ء
۲۸۰۵ء
۲۸۰۶ء
۲۸۰۷ء
۲۸۰۸ء
۲۸۰۹ء
۲۸۱۰ء
۲۸۱۱ء
۲۸۱۲ء
۲۸۱۳ء
۲۸۱۴ء
۲۸۱۵ء
۲۸۱۶ء
۲۸۱۷ء
۲۸۱۸ء
۲۸۱۹ء
۲۸۲۰ء
۲۸۲۱ء
۲۸۲۲ء
۲۸۲۳ء
۲۸۲۴ء
۲۸۲۵ء
۲۸۲۶ء
۲۸۲۷ء
۲۸۲۸ء
۲۸۲۹ء
۲۸۳۰ء
۲۸۳۱ء
۲۸۳۲ء
۲۸۳۳ء
۲۸۳۴ء
۲۸۳۵ء
۲۸۳۶ء
۲۸۳۷ء
۲۸۳۸ء
۲۸۳۹ء
۲۸۴۰ء
۲۸۴۱ء
۲۸۴۲ء
۲۸۴۳ء
۲۸۴۴ء
۲۸۴۵ء
۲۸۴۶ء
۲۸۴۷ء
۲۸۴۸ء
۲۸۴۹ء
۲۸۵۰ء
۲۸۵۱ء
۲۸۵۲ء
۲۸۵۳ء
۲۸۵۴ء
۲۸۵۵ء
۲۸۵۶ء
۲۸۵۷ء
۲۸۵۸ء
۲۸۵۹ء
۲۸۶۰ء
۲۸۶۱ء
۲۸۶۲ء
۲۸۶۳ء
۲۸۶۴ء
۲۸۶۵ء
۲۸۶۶ء
۲۸۶۷ء
۲۸۶۸ء
۲۸۶۹ء
۲۸۷۰ء
۲۸۷۱ء
۲۸۷۲ء
۲۸۷۳ء
۲۸۷۴ء
۲۸۷۵ء
۲۸۷۶ء
۲۸۷۷ء
۲۸۷۸ء
۲۸۷۹ء
۲۸۸۰ء
۲۸۸۱ء
۲۸۸۲ء
۲۸۸۳ء
۲۸۸۴ء
۲۸۸۵ء
۲۸۸۶ء
۲۸۸۷ء
۲۸۸۸ء
۲۸۸۹ء
۲۸۹۰ء
۲۸۹۱ء
۲۸۹۲ء
۲۸۹۳ء
۲۸۹۴ء
۲۸۹۵ء
۲۸۹۶ء
۲۸۹۷ء
۲۸۹۸ء
۲۸۹۹ء
۲۹۰۰ء
۲۹۰۱ء
۲۹۰۲ء
۲۹۰۳ء
۲۹۰۴ء
۲۹۰۵ء
۲۹۰۶ء
۲۹۰۷ء
۲۹۰۸ء
۲۹۰۹ء
۲۹۱۰ء
۲۹۱۱ء
۲۹۱۲ء
۲۹۱۳ء
۲۹۱۴ء
۲۹۱۵ء
۲۹۱۶ء
۲۹۱۷ء
۲۹۱۸ء
۲۹۱۹ء
۲۹۲۰ء
۲۹۲۱ء
۲۹۲۲ء
۲۹۲۳ء
۲۹۲۴ء
۲۹۲۵ء
۲۹۲۶ء
۲۹۲۷ء
۲۹۲۸ء
۲۹۲۹ء
۲۹۳۰ء
۲۹۳۱ء
۲۹۳۲ء
۲۹۳۳ء
۲۹۳۴ء
۲۹۳۵ء
۲۹۳۶ء
۲۹۳۷ء
۲۹۳۸ء
۲۹۳۹ء
۲۹۴۰ء
۲۹۴۱ء
۲۹۴۲ء
۲۹۴۳ء
۲۹۴۴ء
۲۹۴۵ء
۲۹۴۶ء
۲۹۴۷ء
۲۹۴۸ء
۲۹۴۹ء
۲۹۵۰ء
۲۹۵۱ء
۲۹۵۲ء
۲۹۵۳ء
۲۹۵۴ء
۲۹۵۵ء
۲۹۵۶ء
۲۹۵۷ء
۲۹۵۸ء
۲۹۵۹ء
۲۹۶۰ء
۲۹۶۱ء
۲۹۶۲ء
۲۹۶۳ء
۲۹۶۴ء
۲۹۶۵ء
۲۹۶۶ء
۲۹۶۷ء
۲۹۶۸ء
۲۹۶۹ء
۲۹۷۰ء
۲۹۷۱ء
۲۹۷۲ء
۲۹۷۳ء
۲

اس مقامے میں ان کے اشارت و فی اللہ اور دینی وطن کارکنوں کی خدمت گزاری کے بارے میں لکھتے ہیں:-

"بلیووا کارکنوں کے مختلف صفات برسوں اپنی حیثیت سے ادا کرتے ہے"

اور انداز اسی تھا کہ ان کارکنوں کے سوا کبھی کسی کراس قسم کی اعانت کا علم نہ ہونے دیا۔

اس حقیقی عمل، اس تقویٰ اور اس اشارت کی شان آج کہاں طبقی ہے؟" لے

ان کی خدمات مل کے کئی ایسے پہلو بھی ملتے جو بوجہ دنیا پر ظاہر نہیں ہو سکے اور اب ان کی تفصیلات کا دیکھنا بھی الگنا لکھن نہیں تو مشکل بست ہو گیا ہے مثلاً:-

۱۔ تحریک جہاد اور یافتستان میں اس کے مرکز سے ان کا لحلی اور بھی ہدایت کی امداد اور اعانت کے لیے ان کی مسامی جیلہ۔

۲۔ تحریک آزادی دہلی کے لیے حضرت شیخ اللہ مولانا محمود حسن دیوبندی کے انقلابی منصوبے سے ان کا تسلیق جبکہ تیکیل کے لیے انہوں نے اپنے نامور مولوی محمد علی کو بھرت کابل کی اجازت دی تھی۔

۳۔ مولانا عبد اللہ سندھی مرحوم کابل میں جو خدمات انجام دے رہے تھے اور حضرت شیخ اللہ نے جیں ملی تھا صدر کے حصول کے لیے جہاز کا سفر اختیار کیا تھا۔ پنجاب میں ان کی تیکیل کی ذمہ داری کی تفصیلات۔

ان کی خدمات کے لیے پہلو ایسے تھے جنہیں ۱۹۶۲ء میں بھی کھوں کر بیان کرنے کے لیے مالات ساز کارنہ تھے۔ مولانا مہر صاحب مرحوم نے ان سطروں میں اس طرف اشارہ کیا ہے

"ان کی پر عمل زندگی کے یاد رات ساری دنیا کے سامنے ہیں لیکن کئی اور اراق ایسے

بھی ہیں جو اب تک ان کے چند خاص روپیوں کے سوا کسی کے سامنے نہ آئے اور اوری

ذمہ داری کے ساتھ کجا جاسکتا ہے کہ وہ اوراق بھی دین و اسلامیت کی یہ تین خدایت

سے مزین ہیں۔ لیکن ان کی تفصیل کا ذریعہ موقع ہے اور ذرا خوال فظروفت انہیں کھل

کر بیان کرنے کے لیے فی الحال سازگار نظر آتے ہیں ۔ لے اس وقت احوال دُنیو و اس کے لیے سازگار نظر آتے تھے کہ ان دینی و اسلامی خدمات کے تمام پہلوؤں سے پرداہ اٹھایا جاتا یہیں آج ہماری بقیتی یہ ہے کہ ان کے دو چند خاص صفتیں اس دنیا میں موجود نہیں ہیں جو مولانا مرحوم کی خدمات میں تھیں کہ ان اسلامی واقف تھے اُن شعبہ اُنکہ ہماری خدمت اور اہل علم قومی بے حدی کی شدید معصیت میں گرفتار نہ ہونے اور یوام پاکستان کے بعد توجہ کی جاتی تو ذریعہ مولانا احمد القادری ایکسی خاص جماعت کی خدمات کے کچھ پہلو سامنے آتے بلکہ قومی تاریخ کا بست بُڑا سڑا یہ فراہم ہو جاتا۔

و لئے ناکامی مستاخ کاروان جاتا رہا

کاروان کے دل سے احسان زیال جاتا رہا

مولانا البر الکلام آزاد سے انہیں الملائی دوسرے تعلق پیدا ہو گیا تھا۔ مولانا نے خود اور اُرافت کیا ہے کہ اس خاندان نے ان کی دعوت پر اس وقت بیک کہا تھا جب بہت کم لوگ تسویہ ہر سے تھے۔ بقول شورش کاشمیری:-

”ابنِ پنجاب میں مولانا آزاد کا نائب سمجھا جاتا تھا۔“

ان کے خاندان سے مولانا کے قریبی روابط کی بنی پر لعین لوگوں کو توری خیال پیدا ہو گیا تھا کہ مولانا کی ان سے رشتہ داری بھی ہے۔ بلاشبہ مولانا آزاد سے ان کا رشتہ تھا اور ایسا رشتہ تھا جس کے سامنے نسل و خون کے تمام رشتے پر بھی ہیں۔ یہ رشتہ خود میت حق میں یا سُم معاذقت کا تھا اور یہ رشتہ تندگی بھر رہا۔ سید سیمان ندوی، نصراللہ خاں حزیر، شورش کاشمیری، حزیر وغیرہم نے مولانا آزاد سے ان کے قریبی روابط اور پنجاب میں مولانا کی نیابت کا تذکرہ کیا ہے۔ خود مولانا آزاد کے ایک رسالہ اعلان سے تحریک بھرت کے زمانے میں پنجاب میں ان کی جانب سے تلمذ و بیعت کی اجازت کا پتہ چلتا ہے۔ سید سیمان ندوی نے ان کے انتقال پر ان کی شخصیت، خدمات کا مرتع ان الفاظ میں لکھا ہے۔

پنجاب کے نامور عالم اور دیکھ و مجاہد سیاست مولانا عبد القادر تصوری
..... عربی کے عالم، دینیات کے فاضل اور انگریزی سے واقع تھے مولانا
ابوالكلام آزاد کے السلام دلی تحریک سے ان کو الیٰ دل چسپی تھی کہ اس کے
لیے انہوں نے بہت کچھ شارکیا۔ اپنے ایک صاحبزادے کو ایک طرف عالم بنا یا اور
دوسرا طرف یکسری کا گزینہ کیوں۔ اسی طرح اپنے دو سوت بیٹے کو بھی عربی و
انگریزی کی تعلیم دلاتی اور دو فون کو منج اپنی زندگی کے بہت سے سرماں کے دوست
و تبلیغ اسلام کے کاموں کی نذر کر دیا جی کا سلسلہ ایک زمانے میں لمبی سے لے کر
درست تک جال کی طرح پھیلا ہوا تھا۔ خلافت کی تحریک میں کامیاب و کامل
کو خیر ہاد کر کہ قومی و سیاسی تحریکوں میں شامل ہو گئے اور اخیر تک اپنے حمد پر
تاقم پہنچے۔

”سجاز کے وغذ خلافت میں بوجہ ۱۹۴۷ء میں جدہ تک جاسکا تھا، وہ خاکسار کے
سامنہ تھے۔ اگرچہ وحدتی صورت برائے نام میرے نام تھی۔ مگر ان کے مشورے
کے بغیر کوئی قدم نہیں انھیا جاسکتا تھا۔ جدہ کے نیابت پر خط مرتعوں پر جب
جان کا خطروں بھی تھا، وہ بربری بہت بڑھاتے رہے۔ سعدان، جدہ اور فاہر
میں ہر جگہ وہ سامنہ تھے۔“

نمر جو مسلمان اہل حدیث تھے۔ نہایت دین دار، متواضع، ملشار، پابند و صنع، علامہ
ابن تیمیہ اور حافظ ابن قیم کی تصنیف کے پڑے شائق تھے اور انہی کی تحقیقات پر ان کا عمل
تھا۔ خلافت سجاز اور انگریزی میں بیش از بیش حصہ لیا اور اس عرصہ میں بھی جو غالباً اسی کے
قریب ہو گئی وہ اپنے جذبات کے لحاظ سے ایسے ہی جوان تھے۔ ادھر سیاست کی
عملی تحریکوں سے کنارہ کش تھے۔

لے یہ وہ دین مسروں پر مشتمل تھا۔ تیسرسے مجب مولانا عبد الماجد بدایوں نے مجھے۔
لئے یاد رفتگان کر اچھی نسبت ۱۹۵۰ء میں ۲۶۰۰۰

شورش کا شمیری صاحب نے ان کی شکل اور شامل کا نقشہ ان الفاظ میں کھینچا ہے۔
”آخر ہر میں سیاست سے کنارہ کش ہو گئے اور تمام وقت یاد رکھ میں بس
کیا۔ پابند صوم و صلوٰۃ بلکہ تمجد گزار تھے۔ شرعی صورت، ایلی والڑھی، نکلتا ہوا مدد
روشن آنکھیں، لجئے میں علم اور زبان میں شرافت۔
مولانا فضل اللہ خاں عزیز نے ذہرت ان کے بلکہ ان کے پورے خاندان کے سنت سے
شفعت اور اس پر عمل کی خوبی کا ذکر کیا ہے لکھتے ہیں۔

”مولانا جب قادر اہل حدیث مسلم کے پابند تھے۔ ان کا سارا گھرناہ اہل
حدیث مسلم کا نہ صرف معتقد بلکہ اس کی بجزیات تک پرسنگھ سے حاصل تھا۔
مولانا قصوری اور ان کے خاندان کی اس خوبی کے بعد دینداری اور تعویے کی لوگوں
کی خوبی رو جاتی ہے جس کا ذکر کیا جائے۔ خالد نوبر ۱۹۳۲ء کی شام کو پرانے پانچ بجے
لاہور میں اپنی جان چان آفریں کے سپرد کی بیست کو قصر لے جایا گیا اور وہیں تدفین
عمل میں آئی۔ سید صاحب کے انداز سے کے مطابق انتقال کے وقت ان کی عمر اُسی برس
کی تھی۔

پتیہ: مولانا محمد کی سیاسی پیشگوئیاں

استخاری طائفوں کی جو سازشیں کامیاب ہریں اور تادیانی غیفاری کے پارکیں پہلے سے
پیش گوئی کر چکا تھا۔ انہیں خاور ساز خلافت کی صفات، ترار مینے کے لیے بطور دلیل پیش
کیا جاتا ہے اور جو پیش گردیاں پوری نہیں ہوتیں۔ یا دوسرے لفظوں میں سازشیں تاکام
ہو گئیں۔ انہیں تادیانی احوار و سہیان تا ویلات کے بھروسے کنار میں ٹکر کر حق ناک ادا
کر ستے ہیں، ان پیش گوئیوں کے پس پر وہ خاص سیاسی مقصد کا رہنا ہوتا ہے، اور
”مرکزِ حقیقی“ سے ہدایت ملنے کے بعد حاصل ریچ کے سیاسی کامیں ایسی پیش گویاں کر سکتے ہیں۔